اس افادیت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں دونوں جنس کی اولاد کو ماں سے زیادہ محبت رہتی ہے۔ اور باپ سے کم۔ اکثر ایسے باپ جو بچوں کو زیادہ ڈانٹتے اور جھڑکتے رہتے ہیں ان سے نفرت اور عداوت نہیں تو بے انسی ضرور ہو جاتی ہے۔ ہوش آنے کے بعد سمجھ دار لڑکوں کو ہمدرد اور قابل استاد کی بھی محبت ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس سے تکمیلِ ذات کی غرض پوری ہوتی ہے۔ میرے تو بعض شاگرد ایسے ہیں جن کو میں دوست سے کم نہیں سمجھتا اور وہ بھی مجھے باپ سے کم نہیں سمجھتے۔ یہ اتھیسے جذبۂ تکمیل نفس کا۔ جنسی احساس پورا شعور آنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے میں اس کو تیسرا درجہ دیتا ہوں۔ مگر چونکہ یہ جذبہ تمام قوائے جسمانی کے مکمل ہونے کے بعد وجود میں آتا ہے اس لئے سارے جذبات سے زیادہ قوی ... ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ عام طور پر مشاہدہ میں آچکا ہے کہ شادی ہونے کے بعد ماں باپ دونوں کی محبت کم ہو جاتی ہے اور بیوی یا شوہر کی محبت سب سے بڑھ جاتی ہے۔ اگرچہ عقل توازن قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

وہ خیالات یا محسوسات جو حافظہ یا مدرکہ کی گہری یعنی غیر شعوری سطح میں چھپ جاتے ہیں اس کے کئی سبب ہوتے ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ اس کی طرف توجہ کم ہوتی ہے جیسے میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ کلکتہ میں کسی سائن بورڈ پر بھٹا چاریہ لکھا دیکھا، وہ ذہن سے جاتا رہا۔ اور خواب میں جب کبھی دوا اور علاج کے تخیلات کی کڑیاں بندھ کر سلسلہ قائم ہوا تو بھٹا چاریہ اینڈ کو (میڈیکل ہال) مدرکہ کی نچلی تہہ سے ابھر پڑا اور خواب میں یوں دیکھا کہ بھٹا چاریہ اینڈ کو (میڈیکل ہال) میں کھڑا ہوا دوا خرید رہا ہوں۔ اس کے چھپے اور دبے رہنے کا سبب کوئی جذبۂ نفسانی یا شہوانی نہ تھا۔ بلکہ محض توجہ اور التفات کی کمی تھی یا عدمِ ضرورت کہا جائے۔ ضرورت کے احساس کے بعد وہ نقشہ ابھر آیا۔ اسی طرح عدمِ توجہ یا عدمِ ضرورت کی وجہ سے بہت سے مدرکات مخفی اور پوشیدہ رہ جاتے ہیں۔

دوسرا رخ یہ ہے کہ ہم مقتضائے عقل، قانونِ مذہب، قانونِ سیاست یا عدمِ استطاعت کی وجہ سے اکثر جنسی احساسات کو دبائے رکھتے ہیں۔ ممیزہ کے معطل ہونے کے بعد فوراً وہ ابھر آتے ہیں۔ غالباً اسی تجربہ کی بنا پر فرائڈ نے یہ خیال کیا کہ غیر شعوری سطح پر چھپے ہوئے احساسات یا مدرکات شہوانی ہی ہوتے ہیں۔

بہرحال مجھے یہ بتانا ہے کہ خوابوں کے تجزئے سے اخلاقی اور طبعی ا
اس وجہ سے خواب کو ایک غیر ضروری اور بے فائدہ چیز سمجھ کر اس کی طرف سے
ہے۔ بلکہ انسانی زندگی کے لئے ضرورت ہے کہ ہمیشہ ان کے خوابوں کا تجزیہ کیا جائے اور
کی کوشش کی جائے۔ ایک سمجھدار انسان اپنے خوابوں سے خود اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔

تجزیۂ خواب ایک مستقل فن ہے اور اس عنوان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ موقع نے
انشاء اللہ اس پر علمی بحث کروں گا۔ اس وقت اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ خواب میں انسان
ان ہی چیزوں کو جو اس کے مدرکہ کی قلم میں محفوظ ہیں، نہیں دیکھتا ہے بلکہ اس کے علاوہ دو طرح کا
رہتی ہیں جن سے کبھی کبھی آیندہ واقعات کی پیشین گوئی ہوتی ہے۔ جن کو خود قوت متخیلہ اختراع کرتی رہتی ہے
بعض اوقات مدرکہ اپنے حوصلے، اپنے قیاس اور ضرورت کے مطابق شکلیں ایجاد کرتا ہے۔ جس کا تجربہ آپ کو
فسانہ نویسوں اور شعراء کی قوتِ اختراع سے ہوتا ہے۔ آج کل جاسوسی دنیا کو پڑھئے عجیب عجیب باتیں لکھی ہوتی
ہیں اور عجیب نقشے کھینچے جاتے ہیں جیسے ایک ماہر مصور دیکھی تصویریں کھینچتا ہے اور ان دیکھے نقشے بنا لیتا ہے
اسی طرح تعطل کی حالت میں یعنی خواب میں تخیل کرتا رہتا ہے۔

ایسے خوابوں سے جو اختراعی ہیں انسان کے شوق، حوصلے اور احتیاج کا پتہ چلتا ہے۔ خواب کے اثرات
جاننے والوں کے نزدیک ایسے خوابوں کی بھی بڑی قدر ہے جیسے ایک شخص خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ "میں ایک
کوٹھے پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اور نیچے چند موٹر کاریں اور مال سے لدے ہوئے ٹرک موجود ہیں۔ لیکن جب اترنا
چاہتا ہے تو سیڑھی نہیں ملتی۔ اس سے کم از کم یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی اعزازی منزل بلند کرنے کا شوق رکھتا
ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ ضرورت کی چیزیں وافر طور پر حاصل کرے تاکہ دولت مند اور برسرِ اقتدار لوگ
ملاقات کو آیا کریں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کو نہ کوئی ڈگری حاصل ہے اور نہ کسی سرمایہ کے حصول کی امید
ہے جس سے وہ کوئی بڑا کاروبار جاری کرے۔

جو لوگ عیش و عشرت کا شوق رکھتے ہیں ان کے خوابوں میں وہی نقشے نظر آتے ہیں جو ان کے مدرکہ کے
نچلی سطح میں پوشیدہ ہیں۔ جن کا اظہار وہ عوام الناس کے سامنے اخلاقاً نہیں کر سکتے۔ ایک شخص خواب میں

یکھتا ہے کہ کسی ایسی مجلس میں شریک ہو گیا ہے جس میں لہو و لعب اور پینے پلانے کے سامان مہیا ہیں مگر وہ وہاں بھاگنا چاہتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خیالات تو عیاشی کے موجود ہیں مگر اس پر ہب اور اخلاق کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے وہ اس مجلس میں ٹکنا نہیں چاہتا۔

اختراعی خواب ویسے تصورات کے فلم کی تصویروں سے مرکب ہوتے ہیں۔ کیونکہ حوصلے اور شوق کی نقاشی نئے وہی چیزیں کام میں لائی جاتی ہیں جو مدرکہ کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ متخیلہ یا مدرکہ کی فلم و طرح کی تصویریں ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ جو نگاہوں کے سامنے سے گذرتی ہیں۔ دوسری وہ جن کو تصورات اتے رہتے ہیں۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ چند ہوائی جہاز آگے پیچھے اڑ رہے ہیں لیکن جب کبھی یہ خیال کرتا ہوں ایک ریلوے ٹرین اپنے سارے ڈبوں کے ساتھ ہوا پر اڑائی جا سکے تو کیسا معلوم ہوگا۔ اب خواب میں کبھی دیکھ لینا کہ ایک ریلوے ٹرین دس بیس ڈبوں کے ساتھ ہوا پر اڑ رہی ہے کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ میں نے شعوری الت میں ریلوے ٹرین کے اڑنے کا شعوری نقشہ بنا لیا تھا۔ وہ فلم کے اندر موجود تھا۔

جاگتے وقت کبھی گفتگو آ جاتی ہے کہ ایک شخص کسی خاص مقام پر جاتا ہے تو ڈر جاتا ہے۔ اس کو نظر آتا ہے کوئی شخص محض ہوا کے سہارے ایک تاڑ کے درخت پر چڑھتا اور اترتا ہے۔ ایک غیر شخص کے واہمے کی تصویر بیان جاتی ہے اور ہماری قوت تخیل ہمارے عالم تصور میں نقشہ کھینچ لیتی ہے۔ اور [illegible] ذہنی فلم کا ایک سرمایہ ن جاتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ہم کبھی خواب میں یہ دیکھ لیں ہذا اترتا ہے۔ ہمارے خیل نے بلندی کی مناسبت سے تاڑ کو پہاڑ بنا دیا اور غلبۂ خوف نے یہ دکھایا کہ اس کا کوئی کو جس کا زمین سے چڑھنا اترنا بیان کیا گیا تھا اس کو شیر بنایا۔

میں نے یہ بیان کیا ہے کہ خواب میں بہت سی چیزیں تمثیلی شکل میں نمودار ہوتی ہیں۔ اب یہ بتا دینا بھی ضرور ہے کہ تمثیلی شکلیں کیونکر بنتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ تصور یا خیال میں کوئی شے اپنی مادی خصوصیات کے ساتھ داخل نہیں ہو سکتی۔ جیسے میں ایک گھوڑے کا تصور کروں تو اس کی ٹانگیں یا سر یا دھڑ ذہنی انعکاس میں نہیں سما سکتا۔ بلکہ اس کی ایک تصویر بن جائے گی۔ پھر بھی وہ تصویر کاغذی تصویروں سے جداگانہ حیثیت رکھے گی۔ کیونکہ ایک کاغذ پر جو تصویریں اترتی ہیں ان میں اگرچہ جسمانی صفتیں لمبائی چوڑائی موٹائی تو نہیں ہوتی

لیکن سطحی صفتیں لمبائی، چوڑائی ضرور موجود ہوتی ہیں۔ مگر تمثیل کے عالم میں تناسب کے ساتھ لمبائی چوڑائی اور موٹائی۔ وہ تصویریں بجائے ۲ فٹ کے کبھی ایک انچ میں، کبھی پچاس فٹ میں نظر آسکتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی جسامت سے قطع نظر ایک گھوڑا محض افادی صفت کے ساتھ متصور ہو جیسے یہ کہ ایک ایسی شے جو مجھ کو ایک جگہ سے تیزی کے ساتھ دوسری جگہ پہنچانے والی ہو اور چونکہ حالتِ خواب میں قوت ممیزہ معطل ہو جاتی ہے اس لئے خصوصیاتِ ممیزہ کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ جیسے کہ ایک گھوڑے کی خاص قسم کی دُم یا سر وغیرہ کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے بھی سواری ہونے کی حیثیت سے ایک گھوڑے کو ہوائی جہاز کی شکل میں دیکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح شادی و غمی، راحت و مصیبت، خواب میں کسی مادی شکل میں نمایاں ہوتی ہے۔ جیسے مصیبت اور پریشانی کو کبھی ہم ایک سیلاب کی شکل میں دیکھ لیتے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہم پانی میں غوطے لگا رہے ہیں۔ کبھی یہ دیکھتے ہیں کہ ایک سمت سے سیاہ دھواں بڑھتا آ رہا ہے از قبیل خوشی کو پھول یا چراغ کی شکل میں دیکھتے ہیں آپ نے سنا ہوگا کہ مانی مصور اکثر اخلاقی نصیحتیں تصویروں میں ظاہر کر دیتا تھا جیسا کہ اس نے ارژنگ چین کو انہی ہدایات کا مجموعہ بنایا تھا اسی طرح خواب میں غیر مادی چیزیں بھی کبھی کبھی مادی شکلوں میں نمایاں ہوتی ہیں۔

تمثیلی خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں مماثلت کے مختلف پہلو پر غور کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے میرے ایک دوست نے ایک دن مجھ سے بیان کیا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ ایک بڑا سا سانپ میری کمر میں لپٹا ہوا ہے۔ بڑی مشکل، ایسے خوابوں کی بھی بڑی قدر ہے، نے ڈسا نہیں۔ چند ماہ بعد ان پر خیانت کا بہت سخت الزام لگا لیکن بڑی مشکل سے چند موثر کاروائی۔ اور بے جرم قرار پائے۔ دوسرے صاحب نے بجنسہ ایسا ہی خواب دیکھا وہ کوئی دوا بنا رہے تھے کہ ان کے کپڑے میں آگ لگ گئی۔ کپڑا بہت دور تک جل گیا لیکن آبلہ نہ آیا۔ یہاں سانپ خطرے اور مصیبت کی تمثیلی شکل بن کر حاضر ہوا تھا۔ مگر جو لوگ خواب میں پیشین گوئیوں کے ظاہر ہونے کے قائل نہیں وہ یہ کہیں گے کہ یہ تمثیلیں کسی گزشتہ واقعہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی زمانۂ ماضی میں کوئی خطرہ یا کوئی مصیبت لاحق ہوئی ہوگی جس کا نقشہ ان کے ذہن میں سانپ کی مہیب شکل میں موجود تھا۔ اب عالمِ خواب میں اس تمثیل میں ظاہر ہوا۔

یہ تو ہر ماہر نفسیات مانتا ہے کہ گزشتہ دنوں کے تخیلی نقشے ذہنی عالم میں محفوظ ہیں وہ عالمِ خواب

ہی کبھی کبھی اصل شکل میں نظر آتے ہیں اور کبھی غیر مرتب شکل میں۔ کبھی ایک بالکل نئی طرح کی صورت میں جس میں چند نقشوں کا جوڑ توڑ معلوم ہوتا ہے اور کبھی اس کی تمثیلی شکل بن جاتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو روحانیت کے بھی قائل ہیں ان کا تجربہ ہے کہ آنے والے واقعات بھی خواب میں کبھی اصلی صورت میں اور کبھی تھوڑے تغیر کے ساتھ اور کبھی بالکل تمثیلی شکل میں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بالکل متضاد شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس وقت میں خواب کی پیشین گوئی سے بحث نہیں کرتا۔ صرف یہ بتانا ہے کہ خواب تمثیلی شکلوں میں بھی نمایاں ہوتے ہیں جیسے میں پہلے بتا چکا ہوں کہ دھواں پھینکتا ہوا انجن ایک شیر کی شکل میں نمایاں ہوا جس کے منہ سے دھواں نکل رہا تھا۔

خواب میں کبھی ایک مادی یا غیر مادی شے متضاد شکل میں نظر آتی ہے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ وہ اور ان کا ایک دوست دونوں ایک دہکتی آگ کے اندر ٹھیے بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کی تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ دونوں ایک دوسرے سے دور تھے۔ اور دونوں کو ایک دوسرے سے ملنے کا بے انتہا شوق تھا۔ یہاں تک کہ کھانا پینا ہنسنا بولنا، سیر و تفریح دونوں طرف ترک تھا۔ اس کی تعبیر یہ تھی دونوں محبت کی آگ میں جل بھن رہے تھے۔ اس خواب میں محبت جو سراسر لطف اور لذائذ سے بھری ہوئی ہے وہ آگ کی شکل میں نمایاں ہوئی۔ کیونکہ اس کا پریشان کن اثر جو حالتِ فراق میں ظاہر ہوا وہ آگ کی طرح دونوں کو مضطرب و پریشان کر رہا تھا۔

کبھی دوستی دشمنی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ اس کا کوئی دوست اس کو کھانا چاہ رہا ہے۔ اور منہ پھاڑ کر لپکا آرہا ہے تفتیش سے معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان کوئی شائبہ عداوت کا نہ تھا بلکہ دونوں کی یک جہتی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ دوست جو معلوم ہوتا تھا کہ کھائے جاتا ہے اس کی کوشش یہ تھی کہ اپنا مکان چھوڑ کر اس کے مکان میں آجائے اور سارے کاروبار ایک کر لئے جائیں۔ یعنی وہ اپنے دوست کی تشخصات فنا کر کے اپنے تشخصات ذاتی میں محو کرنا چاہتا تھا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خوشی کو غم اور غم کو خوشی کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ خوشی میں دل پر جیسا گہرا اثر ہوتا ہے ویسا ہی غم میں بھی ہوتا ہے اور قوتِ ممیزہ غم کو غم اور خوشی کو خوشی کر کے ظاہر

کرتی ہے۔ لیکن چونکہ خواب میں قوتِ ممیزہ معطل ہوتی ہے اس لئے خوشی کو غم اور غم کو خوشی کی شکل میں دیکھنے لگتے ہیں۔ خواب کی تعبیر کہنے کے وقت سمجھنے اور غور کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

خواب کی تبدیلیوں اور تغیرات کا کوئی خاص قاعدہ نہیں بیان کیا جاسکتا ہے۔ ماحول اور واردات کی طرف توجہ کرنے سے صورت حال قائم ہوتی ہے۔ اکثر ماہر نفسیات کو خاص ملکہ ہوتا ہے۔

میں کہہ چکا ہوں کہ خواب سے اخلاقی عادات اور امراض کا پتہ چلتا ہے۔ اور پتہ چلنے کے بعد اسکی اصلاح کی تدبیریں کی جاسکتی ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص جب سوتا ہے تو اسے ہر شب نسوانیات ہی نسوانیات نظر آتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ سمجھا یا جاسکتا ہے کہ دیکھنے والا کسی جنسی عشق یا محبت میں مبتلا ہوگیا ہے۔ بعض نوجوانوں کو خواب میں لطیف مناظر نظر آتے ہیں۔ اگر اس کی کثرت ہو تو سمجھنا چاہئے کہ دیکھنے والوں کو اپنی موجودہ رہائش پسند نہیں بلکہ وہ لطافت اور سجاوٹ کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ خوابوں سے محبت اور عداوت کا میلان ظاہر ہوجاتا ہے اور کبھی کبھی جرائم کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس کی تفصیل "تعبیراتِ خواب" میں مکمل کی جائیگی۔

واضح رہے کہ خواب سے جن عوارض کا پتہ چلے ان کا علاج بالمثل کرنے میں کامیابی ہونے کی امید ہے، علاج بالضد عموماً مہلک ثابت ہوتا ہے۔ یعنی اگر دیکھا جائے کہ کسی کو کسی کا عشق ہے تو اس کا علاج وصل کے سوا کوئی دوسرا زیادہ مفید نہ ہوگا یا جس شخص کو نفاست کا شوق ہے حتی الوسع اس کی رہائش میں نفاست پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ جو تخیل غیر شعوری سطح پہ قائم ہوچکا ہے اس کو شعوری تدبیروں سے نکال پھینکنا ناممکن ہے۔ شعوری تدبیریں یا تعلیمات اور تلقینات کا غیر شعوری سطح تک پہنچانا دشوار ہوجاتا ہے۔

اگر بالفرض ایجابی تدبیریں یعنی علاج بالمثل عملاً ناممکن ہو تو اس کو غیر شعوری عالم میں لاکر تلقین کرنی ہوگی یعنی (HYPNOTISE) کرکے تلقین کی جائے گی۔ یا مخدراتِ عقل ادویہ استعمال کرکے۔ بغرض ایک مصنوعی خواب پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس کی بہتر صورت وہ ہوتی ہے جو صوفیۂ کرام توجہ کرکے باطنی طور پر عمل میں لاتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ شعوری عالم کی تلقین کو غیر شعوری سطح تک پہنچانا انسان کے بس میں نہیں۔

ادبیات

غزل

(جناب الم مظفرنگری)

حریفِ گل نہ رہا دشمنِ خزاں نہ رہا
کسی سے بھی میں گلستاں میں بدگماں نہ رہا

وہ سنتے آئے ہیں بے وقت ان سے کیا کہیے
کہ داستاں ہی میں اب لطفِ داستاں نہ رہا

نہ سوزِ شمع ہے باقی نہ سازِ پروانہ
کمالِ عشق کا کوئی بھی ترجماں نہ رہا

حریمِ گل کا بہاروں میں اب خدا حافظ
جو رازدارِ چمن تھا وہ باغباں نہ رہا

چمن سے بڑھ کے سکوں گوشۂ قفس میں ہے
نہیں کچھ اس کا مجھے غم کہ آشیاں نہ رہا

کیا تھا بزمِ دو عالم کو جس نے زیر و زبر
جنونِ شوق کا وہ عالمِ فغاں نہ رہا

حریفِ بے خودیٔ عشق ہے خیال اُن کا
غمِ فراق بھی تو عیشِ جاوداں نہ رہا

رہی نہ شہپرِ ہمت میں جرأتِ پرواز
کہ جب سے کوئی قفس زیرِ آشیاں نہ رہا

دل و جگر کو بھی اب تک نہیں ہوا یہ معلوم
کہ ان کا تیر کہاں رہ گیا کہاں نہ رہا

نہ وہ فغاں، نہ وہ نالہ، نہ وہ سرشکِ وفا
کوئی فسانۂ غم شرحِ داستاں نہ رہا

یہاں سنائیں الم کس کو جا کے فسانۂ غم
ہمارا کوئی بھی محفل میں ہم زباں نہ رہا

غزل

(نذرِ غالب)

جناب سعادت نظیر

میرا تو دل یہ کہتا ہے، وہ دل نہیں رہا
جو ذرّۂ کائنات کے قابل نہیں رہا

وہ ربطِ حسن و عشق کا حاصل نہیں رہا
جو مرکزِ حیات تھا، وہ دل نہیں رہا

ہستی حجاب بن گئی اُف رے ترے حجاب
جب اور کوئی پردہ حائل نہیں رہا

سب کچھ ہی ہو کے کچھ نہیں دنیائے عشق میں
جو اُن کے دردمندوں میں شامل نہیں رہا

جھپکی پلک کہ ایک قیامت گذر گئی
میں اک نگاہِ ناز کا گھائل نہیں رہا

جس دل کو تشنگیٔ خلشِ انتظار تھا
وہ دل جہانِ شوق کے قابل نہیں رہا

آزادیوں کا طرز سکھایا بہار نے
جوشِ جنوں اسیرِ سلاسل نہیں رہا

حل کیا کرے گا مسئلۂ زندگی وہ اب
جس کو شعورِ ناقص و کامل نہیں رہا

اک دل تھا وہ بھی محوِ غمِ روزگار ہے
اب کوئی لطفِ شرکتِ محفل نہیں رہا

ان کی نگاہِ گرم مرے آشیاں پہ ہے
ان بجلیوں سے میں کبھی غافل نہیں رہا

دیر و حرم نے لوٹ لیا اس کو اے نظیرؔ
جو بے نیازِ جادۂ منزل نہیں رہا